اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ — ربوہ — بدھ / سہ شنبہ

فی پرچہ نئے پیسے

۱۴ صفر ۱۳۸۲ھ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "
بیرون پاکستان سالانہ ۴۵ "

جلد ۵۱/۱۶ — ۱۷ وفا ۱۳۴۱ ہش — ۱۷ جولائی ۱۹۶۲ء — نمبر ۱۶۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نخلہ —

نخلہ ۱۵ جولائی - کل اور پرسوں دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ پرسوں شام کو کچھ بے چینی کی تکلیف ہوگئی تھی۔ رات نیند اچھی آگئی اس وقت عام طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ بہتر ہے۔ کل اور پرسوں دونوں روز حضور سیر کے لئے باغ میں تشریف لے گئے۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تم ایسی قوم بنو کہ فَاِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ کے مصداق بن جاؤ

یہ اُس تعلیم کا خلاصہ ہے جو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ میں پیش کی گئی ہے

"اللہ تعالےٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے۔ اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہیئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہیئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کیلئے دُعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں اللہ تعالےٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کیلئے دعا کرو تو قبول نہیں کرونگا بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیئے اور حقیقۃً موذی نہیں ہونا چاہیئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں خدا تعالےٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے۔ ایسا ہی بیزار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔ یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی۔ اس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنےٰ درجہ کا ہے تو اس کے ساتھ نہایت رفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہیئے اور ان سے محبت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ خدا کی یہ شان ہے۔

بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہیئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے فَاِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ میں پیش کی گئی ہے۔"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۹ صفحہ ۵، ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء)

اجباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولےٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھُمَّ آمین

غانا میں ہیڈ ماسٹر کی ضرورت

تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول (غانا) کے لئے ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو احباب جانے کے لئے تیار ہوں وہ فوری طور پر ہمیں اپنی درخواستیں معہ سندات کی (Photostate) عکسی نقول اور Testimonials کی مصدقہ نقول بھجوا دیں۔ تعلیمی قابلیت اور تجربہ مندرجہ ذیل ہونا ضروری ہے۔

(۱) مندرجہ ذیل مضامین میں کم از کم سیکنڈ ڈویژن ایم اے ہو۔ انگریزی - فزکس - کیمسٹری - حساب۔

(۲) کم سے کم ۵ سالہ تعلیمی تجربہ ہو۔ تنخواہ ۱۰۰۰ پونڈ سالانہ دی جائے گی۔

پہلے ایک سال تک بطور ماتحت استاد کام کرنا ہوگا۔ اس کے بعد اگر وکالت ہذا اور مقامی افسران نے منظور کیا تو اسے ہیڈ ماسٹر لگایا جا سکے گا۔

آنے اور جانے کا ٹورسٹ کلاس کرایہ حکومت غانا ادا کرے گی۔ بقیہ امور بذریعہ خط و کتابت یا ذاتی انٹرویو طے کئے جائیں گے۔ (وکالت تبشیر ربوہ)

واقفین طلباء متوجہ ہوں

جن واقفین زندگی نے میٹرک یا بی اے (انگلش) کا امتحان پاس کر لیا ہو وہ فوری طور پر اپنے مکمل ایڈریس اور حاصل کردہ نمبروں سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو مطلع کریں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی - اے - ایل ایل - بی

(مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۶۲ء

اسلام ایک اعتدال کا مذہب ہے

ہر مذہب میں دو قسم کے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں ایک وہ جو مذہب کے ظاہر پر زور دینے لگتے ہیں اور دوسرے وہ جو ظاہر کی بجائے باطن پر زور دیتے ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ دونوں فریق اپنے اپنے نظریہ اور عمل میں مبالغہ کرتے کرتے ایک دوسرے سے متضاد کناروں پر قائم ہو جاتے ہیں اور دونوں میں چپقلش شروع ہو جاتی ہے۔

اسلام نے شروع میں اس کا بندوبست کر دیا تھا اور دین اسلام کو اعتدال کا دین بتایا اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اعتدال کی حدبندیوں کا نہایت اعلےٰ نمونہ پیش کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ مذہب میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں وہ غیروں کی وجہ سے نہیں بلکہ خود اس مذہب کے ماننے والوں کی بے اعتدالیوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ نے بدعت کو ضلالت قرار دیا ہے ایک متدین شخص جوش دینداری میں بعض ایسی عبادتیں ایجاد کر لیتا ہے جو اس کو اعتدال میں نہیں رہنے دیتیں۔ مثلاً ایک صحابی کے متعلق جب معلوم ہوا کہ وہ ہر روز تمام رات عبادت کرتا ہے اور ہر روز روزہ رکھتا ہے تو آپ نے اس کو منع فرمایا اور اپنی تقلید کی تاکید فرمائی اور کہا کہ میں کبھی رات میں عبادت کرتا ہوں اور کبھی نہیں کرتا۔ اسی طرح کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا یہ نفلی عبادت کے متعلق ہے ورنہ فرائض تو بہر حال ادا کرنے ہی ہوتے ہیں۔ آپ نماز ہی کو دیکھ لیجئے پنجوقتہ نماز کتنی مختصر ہے فرض اور سنتوں کے علاوہ جو نماز ہوگی وہ نفلی ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لقاء اللہ کے درجات نفلی عبادت سے بڑھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم دنیا کے تمام کاروبار چھوڑ چھاڑ کر صرف میری عبادت ہی میں مصروف ہو جاؤ۔ اس نے ایک میزان قائم کر دی ہے۔ اسی کو نگاہ میں رکھنا ضروری ہے۔

بے شک قرآن کریم میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ذکر الٰہی اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کرنا چاہیئے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم دنیوی کاموں سے غفلت کریں۔ بلکہ اس کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ ہمیں کسی وقت اللہ تعالےٰ کو نہیں بھولنا چاہیئے اور جو کام بھی کریں تقویٰ سے کریں۔ اس طرح ہمارے دنیوی کام بھی عبادت بن جاتے ہیں۔

لہٰذا اسلام میں بھی اس طرح کا مبالغہ کرنے والے دو فریق پیدا ہوئے ہیں ایک فریق وہ ہے جنہوں نے ظاہر شریعت کو لیا ہے اور باطنی صفائی کو ثانوی حیثیت دی یہ گروہ بڑھتے بڑھتے اس حد تک جا پہنچا کہ اگر اپنے سکول سے کسی کو ذرا سی بھی الگ حرکت کرتے دیکھا تو جھٹ اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور مرتد قرار دے کر واجب القتل ٹھہرا دیا۔ مثلاً سر پہ ٹوپی [?] سایہ اٹھانی چاہیے یا نہیں یا رفع یدین جائز ہے یا ناجائز۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جن اہل علم حضرات نے ان مسائل کی چھان بین کی ہے اور قرآن و سنت سے مسائل حل کئے ہیں انہوں نے نہایت اعلےٰ کام سرانجام دیا ہے۔ مگر ان کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ ان کے نام پر پارٹیاں بنا کر ان مسائل کی بناء پر جنگ زرگری باہم لڑی جائے۔ شریعت والوں نے تو مبالغہ کر کے دین کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ اب بعض باتیں مضحکہ خیز نظر آتی ہیں۔ یہ کام دراصل ان لوگوں نے کیا ہے جو خود تو کوئی اجتہادی مہارت یا قابلیت نہیں رکھتے تھے مگر ایک سکول سے چمٹ کر اس میں اپنی طرف سے مبالغہ کرتے چلے گئے اور فروعی اختلافات کو ہوا بنا دیا۔

دوسری طرف باطن والوں نے اپنی اپنی پسند کے مبلغے کرتے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں

"اپنی شامت اعمال کو نہیں سوچا اُن اعمال خیر کو جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے ترک کر دیا اور ان کی بجائے خود تراشیدہ درود و وظائف داخل کر لئے اور چند کافیوں کا حفظ کر لینا کافی سمجھا گیا بلّھے شاہ کی کافیوں پر وجد میں آجاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کا جہاں وعظ ہو رہا ہو وہاں بہت ہی کم لوگ جمع ہوتے ہیں۔ لیکن جہاں اس قسم کے مجمع ہوں وہاں ایک گروہ کثیر جمع ہو جاتا ہے نیکیوں کی طرف سے یہ کم رغبتی اور نفسانی اور شہوانی امور کی طرف توجہ صاف ظاہر کرتی ہے کہ لذّت روح اور لذّت نفس میں ان لوگوں نے کوئی فرق نہیں سمجھا ہے دیکھا گیا ہے کہ بعض ان رقص و سرود کی مجلسوں میں دانستہ پگڑیاں اتار دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ میاں صاحب کی مجلس میں بیٹھتے ہی وجد ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی بدعتیں اور اختراعی مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جنہوں نے نماز سے لذّت نہیں اٹھائی اور اس ذوق سے محروم ہیں۔ وہ روح کی تسلی اور اطمینان کی حالت ہی کو نہیں سمجھ سکتے اور نہیں جانتے کہ وہ سرور کیا ہوتا ہے مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو اس قسم کی بدعتیں مسلمان کہلا کر نکالتے ہیں اگر روح کی خوشی اور لذّت کا سامان اسی میں تھا۔ تو چاہیئے تھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جو عارف ترین اور اکمل ترین انسان دنیا میں تھے وہ بھی اسی قسم کی کوئی تعلیم دیتے۔ یا اپنے اعمال ہی کچھ کر دکھاتے میں ان مخالفوں سے جو بڑے بڑے مشائخ اور گدی نشین اور صاحب سلسلہ ہیں پوچھتا ہوں کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے درود وظائف اور چلہ کشیاں الٹے سیدھے لٹکنا بھول گئے تھے۔ اگر معرفت اور حقیقت شناسی کا یہی ذریعہ اصل تھے مجھے بہت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک طرف قرآن شریف میں یہ پڑھتے ہیں۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اور دوسری طرف اپنی ایجادوں اور بدعتوں سے اس تکمیل کو توڑ کر ناقص ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ایک طرف تو یہ ظالم طبع لوگ مجھ پر افتراء کرتے ہیں کہ گویا میں ایسی مستقل نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں۔ جو صاحب شریعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا الگ نبوت ہے مگر دوسری طرف یہ اپنے اعمال کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتے کہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ تو خود کر رہے ہیں۔ جبکہ خلاف رسول اور خلاف قرآن ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔ اب اگر کسی کے دل میں انصاف اور خدا کا خوف ہے تو کوئی مجھے بتائے کہ کیا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم اور عمل پر کچھ اضافہ یا کم کرتے ہیں۔ جبکہ اسی قرآن شریف کے بموجب ہم تعلیم دیتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو اپنا امام اور حکم مانتے ہیں۔ کیا اذکار کا ذکر میں نے بتایا ہے اور پاس انفاس اور نفی و اثبات کے ذکر اذکار کیا اور کیا کیا میں سکھاتا ہوں پھر جھوٹی اور مستقل نبوت کا دعوےٰ تو یہ لوگ خود کرتے ہیں۔ اور الزام مجھے دیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۸۹-۹۰)

اس حوالہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی ایسی تحریک شروع نہیں فرمائی جس کی بنیاد مروجہ تصوّف وغیرہ پر ہوتی بلکہ آپ نے اپنی تحریک کی بنیاد قرآن و سنت رسول اللہ پر رکھی ہے اور آپ اس سے ایک انچ ادھر اُدھر نہیں ہونا چاہتے۔ البتہ متذکرہ بالا دونوں غالی گروہ صحیح اسلام کا چہرہ دیکھ کر لرز جاتے ہیں پہلا گروہ جو علماء کا گروہ کہلاتا ہے وہ تو صرف لکیر کا فقیر ہے۔ وہ تو بعض لوگ مکھی پر جو مکھی مارتے چلے آئے ہیں اور جو ہندی کی چندی شریعت میں نکال گئے ہیں اس کو ہی دین آبائی سمجھ کر لپٹا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ آج جب کہ اکثر عیسائی بھی صعود مسیح کے منکر ہو چکے ہیں وہ ابھی تک مسیح ابن مریم علیہ السلام کو آسمان پر سے اتارنے پر مصر ہے دوسری طرف یہ گروہ تعلق باللہ کا سخت منکر ہے اور شریعت کے معنی صرف یہ لیتا ہے کہ مسلمان کو مبشرات سے بھی مبرا ہونا چاہیئے۔ یہ لوگ الہام و وحی کو آدمیوں کی طرح دو ستان پارستان مانتے ہیں اور جب یہ کوئی لغو دعا خود کریں اور اس کی تردید خواہ قرآن و سنت سے کی جائے تو اس کو مناظرہ بازی کہہ کر ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کا ممدوح نعوذ باللہ اسلام پر آج آخری اتھارٹی ہے اور اگر کوئی الہام و کشف کی بات کرے تو اسکو ناجائز ادعا سمجھتے ہیں۔ الغرض یہ لوگ ایک طرف تو مسیحی عجائبات کے قائل ہیں اور دوسری طرف ولی اللہ سے ولی اللہ کے تجربات روحانی کو تمسخر خیال کرتے ہیں ان لوگوں کا حال تقریباً وہی ہے جو مادہ پرست اقوام کا ہے۔ جو فلسفہ چھانٹنے لگیں تو انسانوں کو بھی گھوڑ دوڑ کے گھوڑوں کی طرح نسل کشی کی آزادانہ تاکید کرتے ہیں اور خاک مصلحت میں گریں تو مٹی لکڑی اور پتھر کے بتوں کی بھی پرستش کر گزرتے ہیں۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ میں یہ قدرت ہے کہ وہ وفات یافتہ مسیح ناصری علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کر کے دجّال کی سرکوبی کے لئے بھیج سکتا ہے اور دوسری طرف یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اب کسی مسلمان کو مبشرات کا بھی فیض حاصل نہیں۔ الغرض ان لوگوں کی انتشار ذہنی دید ہے۔ تیسری جانب یہ لوگ خود ساختہ سیاسی نظریات کو اسلام میں گھسیڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور قرآن کریم تو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

(باقی صفحہ ۶)

سوالات اور ان کے جواب

56

• دعوائے نبوت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب

• رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام انسانوں پر فضیلت

دعویٰ نبوت سے قبل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب

سوال ۔ دعوئے نبوت سے قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مذہب کیا تھا ۔ اور آپ کس شریعت کے پیرو تھے ۔ پہلی وحی الٰہی پر ورقہ بن نوفل کے جواب سے کیونکر تسلی ہوئی ۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت خدیجہ بائیبل کی پیرو تھیں ۔

جواب ۔ یہ مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ دعوئے نبوت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دین ابراہیم جس کا اصل الاصول توحید اور شرک سے اجتناب تھا پابند تھے اور یہ پابندی بمقتضائے فطرت صحیحہ تھی جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو حاصل تھی ۔ اللہ تعالےٰ کی تلاش اور اس کی یاد آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا ۔ مکہ کے قریب غار حرا میں آپ کا جانا اور کئی کئی دن اور کئی کئی راتیں وہاں یاد الٰہی میں بسر کرنا اور وہاں غور وفکر اور یاد خدا میں بے قراری کے ساتھ اپنے اوقات کا صرف کرنا نہایت ہی سچا تاریخی واقعہ ہے ۔ یہ بات احادیث صحیحہ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ توحید پرستی کے باعث آپ کا میل ملاپ قبل از دعوئے نبوت بالعموم موحدین سے تھا ۔ عرب کی عام سوسائٹی سے آپ الگ تھلگ رہتے ۔ ان کی گندی رسوم سے آپ کو نفرت تھی ان سے کلی طور پر مجتنب رہتے ۔ شرک اور شرک سے ملوث طور طریقوں سے آپ کو سخت نفرت تھی ۔ ایک دفعہ آپ کے سامنے دعوئے نبوت سے پہلے کھانا رکھا گیا جو بتوں کے چڑھاوے کا تھا تو آپ نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا ۔ پہلے انبیاء اور مذاہب کی وہ باتیں جو درست ہوتیں اور ان کے جو تذکرے خالصۃً توحید اجاگر کرنے والے ہوتے ان کو آپ پسند فرماتے لیکن کسی خاص مذہب یا شریعت یا سابقہ وحی کے تفصیلی طور پر آپ نہ متبع تھے اور نہ پابند ۔ ہاں اللہ تعالےٰ کی محبت کے حصول کی تڑپ میں سرگرداں تھے ۔ اور مخلوق خدا کی بھلائی اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں کوشاں ۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے سپرد توحید الٰہی کے قیام کا عظیم الشان کام معہ تفصیلات شریعت کر دیا جس کے لئے شروع دن سے خدا تعالےٰ آپ کو تیار کر رہا تھا ۔

(۲) ورقہ بن نوفل جو حضرت خدیجہؓ کے عم زاد بھائی تھے ۔ موحد عیسائی تھے ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گزشتہ انبیاءؑ کے حالات وواقعات سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ کس طرح شدید مخالفت کے باوجود اللہ تعالےٰ اپنے انبیاء کی مدد کرتا اور ان کو غلبہ بخشتا ہے ۔ ورقہ بن نوفل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات رشد وہدایت اور آثار نبوت کا شاہدہ کر رہے تھے ۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں ۔ اور ان سے کہا کہ آپ پر غار حرا میں کیا معاملہ پیش آیا ہے ۔ جس کی وجہ سے آپ خائف ہیں تو سارا ماجرا سنکر ورقہ بن نوفل نے سمجھ لیا کہ آپ پر موسےٰ علیہ السلام کی طرح وحی نازل ہوئی ہے ۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ

هذا الناموس الذی نزل علیٰ موسیٰ ۔

کہ یہ تو وہی وحی ہے جو موسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی ۔

یہ طبعی بات ہے کہ جب ایک شخص کسی امر سے گھبرا رہا ہو ۔ اور اسے کوئی تسلی دہندہ واقف حالات مل جائے تو ضرور اس سے متاثر ہوتا ہے ۔ اور کچھ نہ کچھ تسلی پا جاتا ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بوجہ اس کے کہ آپ فطرت صحیحہ کے حامل تھے ۔ جونہی حضرت موسےٰ کے اس تذکرہ کو سنا آپ کو گونہ تسلی اور اطمینان حاصل ہوا ۔

اہل عرب چونکہ اپنے تئیں دین ابراہیمؑ کے پیرو سمجھتے تھے ۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں پیدا ہونے والے انبیاءؑ کے واقعات سے کسی قدر واقف تھے ۔ اس لئے جب ان کا تذکرہ ہوتا تو نیک دل لوگ ان کو پسند کرتے اور متاثر ہوتے ۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ان انبیاءؑ کی شرائع کے تفصیلی طور پر پیرو بھی تھے اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی جب ورقہ بن نوفل سے حضرت موسےٰؑ کے حالات کو سنا اور آپ نے ان حالات کو پسند بھی کیا ۔ بلکہ آپ کو ان حالات کے سننے سے تسلی بھی ہوئی ۔ لیکن آپ کا ان حالات کو پسند کرنا یا تسلی پانا اس بات کے مترادف نہیں کہ حضرت خدیجہؓ یا آپ بائیبل کے پیرو تھے ۔

(شیخ مبارک احمد سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام انسانوں پر فضیلت

سوال ۔ ایک صاحب نے لکھا ہے ۔ حدیث انا سید ولد آدم ولا فخر سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت صرف اولاد آدم پر ظاہر ہوتی ہے ۔ اور حضرت آدم علیہ السلام مستثنیٰ رہے ہیں ۔ حالانکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب انسانوں پر فضیلت رکھتے ہیں ۔

جواب ۔ جواباً عرض ہے کہ حدیث انا سید ولد آدم ولا فخر میں بے شک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئیں تمام بنی آدم کا سردار قرار دیا ہے ۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ آدم آپ سے افضل تھے ۔

ہر کلام محلے دارد و ہر نکتہ مقامے

صرف کا لفظ اس حدیث میں موجود نہیں لہٰذا دوسرے مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صاف فرمایا ہے

کنت مکتوبا عند اللہ خاتم النبیین وان آدم لمنجدل بین الماء والطین

(مسند احمد حنبل و کنز العمال جلد ۶ ص ۱۱۲)

یعنی میں اس وقت بھی خدا تعالےٰ کے حضور خاتم النبیین قرار دیا جا چکا تھا ۔ جبکہ آدم ابھی پانی اور کیچڑ میں لت پت تھا ۔ پس اس حدیث میں روحانی مرتبہ کے لحاظ سے آپ نے خود کو آدم سے افضل قرار دیا ہے ۔

نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا سید الاولین والآخرین من النبیین (رواہ الدیلمی)

کہ میں تمام پہلے اور پچھلے نبیوں کا سردار ہوں ۔ پس نبوت کے لحاظ سے خاتم النبیین کا منصب رکھنے کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام پہلے اور پچھلے نبیوں کے سردار ہیں جن میں آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں ۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ انا قائد المرسلین یوم القیامۃ ولا فخر (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۰۹)

کہ میں تمام رسولوں کا قیامت کے دن لیڈر ہوں گا ۔ پس قیامت کے دن بھی آپ کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت ہے اور ظہور سے پہلے بھی آپکی فضیلت بموجب احادیث نبویہ تمام انبیاء پر ثابت ہے اور بنی آدم کا سردار ہونا سوال کنندہ کی پیش کردہ حدیث سے واضح ہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان احادیث کے مطابق تمام انسانوں سے افضل ہیں (قاضی محمد نذیر)

★ ★

روحانی مائدہ

الفضل ایک روحانی مائدہ ہے جس سے ہر مخلص احمدی کی روح روزانہ سیر ہوتی ہے ۔

آپ

اپنے اس روحانی مائدہ کو صرف اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھیے بلکہ اپنے عزیزوں اور ملنے جلنے والوں کے نام خطبہ نمبر یا روزانہ پرچہ جاری کروا کر انہیں بھی اس سے مستفید ہونے کا موقعہ دیجئے یہ بھی آپ کی ایک نیکی ہو گی ۔

(مینجر الفضل ربوہ)

کینیا (مشرقی افریقہ) کا مسلمہ لیڈر ——— جومو کینیاٹا

(از مکرم مولوی نور الحق صاحب انور۔ مبلغ کینیا ۔ مشرقی افریقہ)

مجھے افریقہ کے عروس البلاد نیروبی میں آئے ہوئے صرف ڈیڑھ ماہ کا قلیل عرصہ ہؤا تھا۔ گیارہ سال کی طویل مدت کے بعد بھی اس علاقہ میں مجھے اجنبیت محسوس نہ ہوتی تھی۔ وہی سرسبز زمین۔ بلند و بالا سرو قد لہلہاتے درخت۔ کافی کے باغات۔ میلوں سبز نباتات کا فرش۔ جس کے کنارے پر سبز پہاڑیاں پہرہ دیتی ہیں۔ اس فرش گیاہ میں خود رو پھول کینیا کی رنگین زمین کے خوشنما تارے گویا سرخ زرخیز مٹی نے لعل و گہر اگل دئے ہوں۔ وادیوں کے نشیب میں طویل و عریض کیلے کے اوراق جن کے سایہ تلے سیاہ فام صحت مند افریقن بچے آزاد فضا کے مزے لوٹتے ہیں۔ یہ وہی گیارہ سال قبل والی سرزمین تھی۔ تاہم اس کی فضا ایک نئی فضا معلوم ہوتی تھی۔ آزادی کی روح ابنائے افریقہ کے ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی۔ اب خود مختاری کا خون ان کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ دس سال کے قلیل عرصہ میں کینیا کا زمین و آسمان بدل چکا تھا۔

میں چند رفقاء سمیت نیروبی کے نواحی علاقہ میں سرگرم سفر تھا۔ اگست کی ایک سہانی سہ پہر تھی۔ نیروبی سے جانب مشرق قریباً تیس میل کے فاصلہ پر "گٹنڈو" نامی مقام ہمارا منزل مقصود تھا۔ پختہ ہموار سڑک کو چھوڑ کر کچے راستے کے نشیب و فراز عبور کرتے اور ہچکولے کھانے کے بعد ہم اپنی منزل کے نزدیک ہونے لگے۔ منزل قریب سے قریب تر آتی گئی۔ ایک بلندی پر پہنچکر ایسا معلوم ہؤا گویا سامنے کی پہاڑی جس کے وسط میں ایک خوشنما عمارت کھڑی تھی۔ انسانوں سے پر ہے۔ انسانوں کا یہ بحر مواج پہاڑی کے نیچے سے اوپر تک متحرک نظر آیا۔ ہم بھی اس سمندر میں قطرہ بن کر شامل ہو گئے۔ اژدہام کے باعث سست رفتاری سے آخر ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے تھے۔ ایک نو تعمیر شدہ چھوٹا سا خوبصورت مکان جس کے چاروں طرف خاردار جنگلہ لگا ہؤا تھا۔ ہزاروں انسانوں کی دیدگاہ بنا ہؤا تھا۔ اس ہجوم میں سے گزرتے ہوئے ہم بصد مشکل صدر دروازہ تک پہنچے۔ بہت کشمکش کے بعد آخر صحن مکان میں پہنچے۔ مکان کے وسطی دروازہ پر ایک عمر رسیدہ لیکن صحت مند و توانا آدمی کھڑا چند لوگوں سے مصروف گفتگو تھا۔ درمیانہ قد سیاہ آبنوسی چہرہ موٹے موٹے نقوش۔ سر پر گھنے گھنگھریالے بالوں کی پوری فصل۔ چہرہ پر لمبی ڈاڑھی۔ جس کے کالے بالوں میں سفید بال یوں نمایاں تھے جس طرح افق کینیا پر صدیوں کی غلامی و ادبار کے سیاہ بادلوں میں کرن امید جھلک رہی ہو دائیں ہاتھ میں سیاہ آبنوس کی چھڑی اور بائیں ہاتھ میں بالوں کا مورچھل۔ سنجیدہ و پُر وقار جمال۔ یہ تھے کینیا کے مسلمہ لیڈر سیاہ فام مظلوم افریقن لوگوں کے راہنما جومو کینیاٹا۔ جو ہماری ملاقات کے چند دن قبل ۱۵؍ اگست کی صبح کو نو سالہ اسیری کے بعد رہا ہو کر اپنے گھر واپس آئے تھے۔ جومو اپنی عمر کی ستر سالہ بہار کینیا کی تاریخ کے اہم واقعات لئے ہوئے ہیں۔ جس کا ایک ایک ورق قوموں کے عروج و زوال کی حقیقت آشکار کر رہا ہے

(۲)

کینیا مشرقی افریقہ کا سرسبز و شاداب علاقہ جو اپنی عمدہ آب و ہوا زرخیز زمین اور قدرتی حسین و صبیح نظاروں کے باعث لوگوں کی خاص دلچسپی و توجہ کا مرکز بنا ہؤا ہے۔ پچاس سال قبل ایک گمنام خطۂ زمین تھا۔ بیرونی دنیا کا تعلق صرف اس کے مشرقی ساحل تک محدود تھا کیونکہ صدیوں سے عرب افریقہ سے تاجرانہ تعلق رکھتے تھے۔ اسی لئے عرب اس تاریک براعظم سے کسی حد تک واقف و آشنا تھے۔ لیکن دنیا کے باقی لوگوں کے لئے افریقہ اور اس کے جنگلات ناقابل گزر تھے۔ یہ حالت پندرھویں صدی تک رہی۔ یہاں تک کہ ایک پرتگیز سیاح واسکوڈے گاما نے ایک قدم ساحل افریقہ پر ملنڈی مقام پر رکھا۔ اور اپنے ہم وطنوں کو اس خطہ ارض سے روشناس کرایا۔ لیکن پرتگیز لوگوں کی آمد و رفت بھی زیادہ تر ساحل افریقہ تک ہی تھی۔ اندرونی حصہ ملک ان کے لئے ایک سربمہر راز ہی رہا۔ جس سے صرف عرب ہی آشنا تھے۔ یہ ابنائے صحرا افریقہ کے اندرونی علاقہ میں بے دھڑک آتے جاتے۔ اور یہاں کی خاص دولت ہاتھی دانت اور سونے کی تجارت سے مالامال ہوتے۔ عربوں پر بردہ فروشی اور غلامی کا ایک سیاہ داغ بھی لگایا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عرب صرف مغربی استعمار پسند اقوام کا آلۂ کار تھے مشرقی و مغربی ساحل سے غلام یورپ کی منڈیوں میں جاتے۔ امریکہ کے روئی کے کھیت ان کے توانا بازؤں کے محتاج تھے نئی دنیا کے لاکھوں سیاہ فام باشندے اب بھی تاریخ کے اس تاریک پہلو کو اجاگر کر رہے ہیں۔

نہر سویز کے کھل جانے اور افریقہ کا راستہ آسان ہونے پر انیسویں صدی کے وسط میں انگریزوں کو بھی مشرقی افریقہ کی طرف توجہ پیدا ہوئی ابتداء میں تجارت کے نام سے یہ لوگ یہاں آئے۔ افریقہ خام مال کی بہترین منڈی تھا۔ ۱۸۸۸ء میں امپیریل برٹش ایسٹ افریقہ کمپنی بنائی گئی جس کا گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ گویا تجارت کے ساتھ ساتھ سیاسی مقاصد کا حصول بھی مد نظر تھا۔ صرف سات سال بعد ۱۸۹۵ء میں دفتر خارجہ حکومت برطانیہ نے کینیا کا چارج کمپنی سے لے لیا اور کینیا سلطنت برطانیہ کا ایک حصہ بن گیا یورپ کی بعض دوسری قومیں بھی اپنی نگاہ حرص کرّۂ افریقہ میں جمائے بیٹھی تھیں۔ خاص طور پر جرمن اس تاک میں تھا۔ کہ موقعہ ملے تو وہ بھی افریقہ کے لوگوں کو اپنے "علم و تہذیب" سے آشنا کرے۔ انگریزوں نے کینیا اور یوگنڈا پر قبضہ کر کے جرمنی کی امید دل پر پانی پھیر دیا۔ کینیا میں انگریزوں کی آبادکاری بیسویں صدی کے شروع میں ہوئی۔ لارڈ ڈیلمیر Delamere نے سب سے پہلے کینیا کا علاقہ دیکھا اسے یہ خطہ سرسبز و شاداب اس قدر پسند آیا کہ ہائی لینڈز کے اس خطہ حسین کو اپنا مستقل گھر بنا لیا ۱۹۰۳ء میں گورنمنٹ انگریزی نے لارڈ موصوف کو ایک لاکھ ایکڑ زمین کی گرانٹ دی۔ کینیا کی زرخیز زمین کے متعلق حکومت برطانیہ کا دست فیاضی اپنی قوم کے لئے اتنا وسیع تھا کہ ۳؍ فروری ۱۹۰۳ء کو نیروبی پہنچنے والے انگریز میجر Meinertzhagen لکھتے ہیں۔

نیروبی پہنچکر سب سے اہم بات جو ہمیں معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ گورنمنٹ برطانیہ ہمیں ایک مربع میل (چھ سو چالیس ایکڑ) فری ہولڈ زمین فی کس دینے کو تیار ہے۔ بشرطیکہ لینڈ آفس کو اطمینان دلایا جائے کہ ہمارا دو سو پونڈ بینک میں جمع ہے۔ انہیں صرف اتنی یقین دہانی کافی تھی کہ ہماری پاس بک میں اتنی رقم کا اندراج موجود ہے"

> مسٹر کنیاٹا نے قرآن کریم کے سواحیلی ترجمہ کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک ملاقات کے دوران اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کرتے ہوئے فرمایا:۔
>
> یہ ایک حقیقت ہے کہ عیسائیت شرک اور بُت پرستی کی تلقین کرتی ہے اور اس کے بالمقابل اسلام اور قرآن مجید توحید کے علمبردار ہیں۔

جس علاقہ میں غیر ملکیوں کے لئے اتنی امان موجود ہوں اسے کیوں انگریز دودھ اور شہد بہا والی وادی" قرار نہ دیں۔ انگریز آئے اور جوق در جوق آئے ہزارہا اس بہشت زار کی طرف کشاں کشاں چلے آئے صرف ۱۹۰۳ء کے دو سالوں ہی میں دو سو چوبیس آبادکاروں کو دو لاکھ بیس ہزار روپے ایکڑ زمین دی گئی باہر سے آنے والے اس دولت سے مالامال ہو رہے تھے۔ جبکہ یہاں کے باشندوں کے لئے اپنی ہی زمین تنگ ہو رہی تھی "امتیاز رنگ و نسل" جس بری طرح افریقہ میں نظر آتا ہے۔ اس کے متعلق ایک مشہور مصنف لکھتا ہے۔

"نیروبی کے ہوائی مستقر پر بھی پہلی دفعہ آنے والا انسان ڈرامائی انداز میں دیکھتا ہے۔ بیت الخلاء صرف یورپین لوگوں کے لئے اور بیت الخلاء صرف ایشیائی لوگوں کے لئے۔ لیکن افریقن لوگوں کے لئے بالکل مفقود۔ یورپین لوگ افریقنوں کو ملازم ضرور رکھتے ہیں۔ لیکن شوفر ڈرائیور۔ باغبان اور گھر کے نوکر کے طور پر وہ ایشیائی لوگوں کی دوکانوں سے سودا بھی خرید لیتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کی سروس کے بغیر ان کی سوسائٹی نہیں چل سکتی۔ لیکن اس سے باہر نکلکر یورپین لوگوں کا دوسرے لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا یورپین ایک علیحدہ دنیا میں رہتے ہیں ہندوستانی دوسری دنیا میں اور افریقن لوگ ایک تیسری دنیا میں۔ کینیا تین تہوں والا ایک کیک ہے۔ افریقن لوگ باوجود اپنی زبردست کثرت کے سب سے نچلی تہ میں ہیں اور ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ (گنتھر)

(۳)

کینیا کا مشہور افریقن لیڈر جومو کینیاٹا اب ستر سال سے تجاوز کر چکا ہے۔ آج سے قریباً چالیس سال قبل اس نے سیاسیات میں حصہ لینا شروع کیا۔ جومو کی ابتدائی زندگی پردۂ اخفا میں مستور ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے مسٹر کنیاٹا کو ان کی نظر بندی کے زمانہ میں قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ دیا گیا تھا۔ جب مسٹر کنیاٹا رہا ہو کر آئے تو آپ نے ایک ملاقات کے دوران بتایا

"میں نے قرآن کریم کے سواحیلی ترجمہ کا بالاستیعاب چار مرتبہ مطالعہ کیا ہے اور اب پانچویں بار اس کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں"

صرف اتنا معلوم ہے کہ دس سال کی عمر میں جب کہ اس کا نام کاموگنگی (KAMAU WA NGENGI) مشہور تھا وہ چرچ آف سکاٹ لینڈ مشن میں کیکویو کے مقام پر آیا اور ذمہ دار افسروں کو بتایا کہ وہ ضلع فورٹ ہال کے مقام مٹومی کا ایک یتیم لڑکا ہے اس وقت وہ ریڑھ کی ہڈی کے عارضہ میں مبتلا تھا دو یورپین ڈاکٹروں نے اپریشن کر کے اس کی یہ مہلک تکلیف دور کی اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ وہ بھی نوکر کے طور پر گھر کا سودا سلف لانے کے لئے کام کرتا رہا تجارتی کا کچھ کام سیکھا اور نیروبی ٹاؤن کونسل کے واٹر ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہو گیا۔

۱۹۲۲ء میں وہ کیکویو سنٹرل ایسوسی ایشن میں شامل ہو گیا اور ۱۹۲۶ء میں اس کا سیکرٹری بن گیا اگلے سال ایسوسی ایشن نے اسے برطانیہ اسلئے بھیجا تاکہ وہ دفتر نو آبادیات میں کیکویو کی زمین کا کیس پیش کرے اس چھ ماہ کے دوران میں وہ قلیل عرصہ کیلئے ماسکو بھی گیا۔

۱۹۳۱ء میں مسٹر کنیاٹا نے ایسوسی ایشن کو آمادہ کیا کہ وہ اسے اپنا نمائندہ لندن بنا کر بھیجیں کہا جاتا ہے اس دوران میں دوبارہ ماسکو چار ماہ کے لیے گئے برطانیہ پہنچ کر مسٹر کنیاٹا نے لندن یونیورسٹی میں علم الانسان کا مطالعہ کیا وہ پین افریقن فیڈریشن کے بانیوں میں سے ایک اور اس سوسائٹی کے پہلے پریذیڈنٹ بنے گھانا کے ڈاکٹر نکرومہ فیڈریشن کے سیکرٹری تھے ۱۹۳۲ء میں مسٹر کنیاٹا نے اپنی مشہور کتاب "FACING MOUNT KENYA" جبل کینیا کے سامنے شائع کی دوسری عالمی جنگ میں مسٹر کنیاٹا SUSSEX (انگلینڈ) میں بطور ایک فارم مزدور کے کام کرتے رہے جس سے ان کو چار پونڈ ہفتہ مزدوری ملتی تھی ۲۴ء میں انھوں نے انگلستان میں ہی ایک انگریز انجنیئر کی لڑکی سے شادی کی اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا اب اٹھارہ سالہ نوجوان ہے جنگ کے بعد مسٹر کنیاٹا نے کینیا واپس آنے کا فیصلہ کیا کینیا سنٹرل ایسوسی ایشن خلاف قانون قرار دی جا چکی تھی لیکن ایک نئی سیاسی پارٹی کینیا افریقین یونین کے نام سے معرض وجود میں آ چکی تھی ایک افریقن لیڈر مسٹر گچورو اس کے صدر تھے مسٹر کنیاٹا اپنی واپسی کے چند ماہ بعد اس یونین کے صدر بن گئے۔

۲۰ اکتوبر ۵۲ء کو کئی سالہ کشمکش کے بعد جو کشت و خون پر جا کر منتج ہوئی اس وقت کے گورنر آف کینیا سر برینگ نے ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گورنر نے ۱۸۳ افراد کی گرفتاری کا حکم بھی دیا مسٹر کنیاٹا ان میں سے ایک تھے کینیا افریقن یونین نے اس پر بغیر کسی صدر کے ہی ۵۳ء تک اپنی مساعی جاری رکھیں اس کے بعد اسے بھی خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ مسٹر کنیاٹا اور دوسرے افراد پر "ماؤ ماؤ" تحریک چلانے اور اس کا ممبر بننے کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا مقدمہ کی کاروائی قریباً پانچ ماہ تک جاری رہی اور اخیر میں اس جرم کی پاداش میں سب کو سات سال کی قید کا حکم سنا کر جیل میں بند کر دیا گیا عدالتی مجسٹریٹ مسٹر THACKER نے جو سپریم کورٹ آف کینیا کے سابق جج تھے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اپنی سزا پوری کرنے کے بعد بھی ان کو نظر بند رکھا جائے ملزموں نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی سماعت شروع ہوئی جس کے دوران میں اپیل کنندگان کے مشیر مسٹر پرٹ یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ مجسٹریٹ کو یہ مقدمہ سننے کا اختیار حاصل نہ تھا عدالت نے جو مسٹر جسٹس میئرز پر مشتمل تھی دوبارہ تحقیقات کا حکم دیا پہلی سزا کو کالعدم قرار دیا گیا تاہم مسٹر کنیاٹا اور ان کے ساتھی زیر حراست ہی رہے کراؤن نے فوراً اس رولنگ کے خلاف ایسٹ افریقہ کی کورٹ آف اپیل میں نگرانی دائر کر دی بالآخر پریوی کونسل میں جا کر یہ معاملہ ختم ہوا۔ پریوی کونسل نے ۱۵ جنوری ۵۴ء کو مسٹر کنیاٹا اور ان کے چار ساتھیوں کی اپیل مسترد کر دی باقی چھ کی قائم رکھی جولائی ۵۴ء میں اپیل کنندگان نے ناکام کوشش کی کہ ان کو پریوی کونسل میں اپیل کرنے کی اجازت دی جائے دو ماہ بعد گورنر نے ایک آرڈر پر دستخط کئے جس کی رو سے مسٹر کنیاٹا اور انکے ساتھی اپنی سزا پوری کرنے کے بعد بھی زیر حراست رہیں گے اس کے لئے ان کو شمالی پراونس کے ایک دور افتادہ مقام پر نامعلوم مدت کے لئے رہنا ہوگا

اکتوبر ۵۴ء میں مسٹر کنیاٹا کی زمین ضبط کر لی گئی کہا جاتا ہے کہ ان کا مکان بھی پیوست زمین کر دیا گیا مسٹر کنیاٹا شمالی صوبہ کے ایک مقام "لکی ٹانگ" میں اپنی سزا بھگت رہے تھے اسی مقام پر ان کو جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن شریف کا سواحیلی ترجمہ بھجوایا گیا اگست ۶۱ء میں جب وہ بالآخر رہا ہو کر واپس گنندو آئے تو نیروبی کے مسلمانوں کا ایک وفد ان سے ملاقات کو گیا اسلام اور مسلمانوں کا نام سنتے ہی مسٹر کنیاٹا نے ان سے کہا:-

"میں نے قرآن کریم کے اس ترجمہ سواحیلی کا بالاستیعاب چار مرتبہ مطالعہ کیا ہے اور اب پانچویں بار اس کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں"

یہ کہتے ہوئے مسٹر کنیاٹا نے کلام پاک کی اس خوبصورت جلد کی طرف اشارہ کیا جو ان کے کمرہ میں نہایت احترام و احتیاط سے کارنس پر رکھی ہوئی تھی وفد کے ایک ممبر کے دریافت کرنے پر کہ قرآن کریم کا کونسا حصہ انھوں نے چار بار مطالعہ کیا ہے مسٹر کنیاٹا نے کہا حصہ نہیں بلکہ شروع سے لے کر اخیر تک میں نے چار بار قرآن کریم کا مطالعہ کیا ہے جب کہ میں زیر حراست تھا" کیا عجب کہ کلام پاک کی برکت سے ہی مسٹر کنیاٹا قید و بند کے مصائب و مشکلات سے محفوظ و مصئون رہے اور بالآخر کار با عزت طور پر آزاد کر دیئے گئے

۴

کینیا جو اس وقت ہلال آزادی کے طلوع کا منتظر ہے وسعت میں فرانس سے کچھ بڑا ہے اس کی کل آبادی ستاون لاکھ ہے اس میں بسنے والی مختلف اقوام کی آبادی حسب ذیل ہے :-

۱۔	افریقن	۵۵،۰۰۰،۰۰۰ لاکھ
۲	ایشیائی	۱۵۸،۰۰۰ "
۳	یورپین	۴۲،۰۰۰ "
۴	عرب	۲۴،۰۰۰
۵	گوٹنز	۷،۰۰۰

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ افریقن کی آبادی سے دوسری اقوام کو کوئی نسبت ہی نہیں خصوصاً یورپین جو اس علاقہ کے حکمران رہے ہیں ان کی آبادی تو بہت ہی قلیل ہے اور ظاہر ہے کہ اقلیت کا اکثریت پر تسلط زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا خصوصاً جبکہ ۴۲ ہزار کے خلاف پچپن لاکھ آوازیں اٹھ رہی ہوں اور انسانوں کے اس بے پناہ سمندر کے دل میں آزاد فضا میں سانس لینے کا خیال موجیں مار رہا ہو۔ کینیا میں معدنیات کی دولت نہیں تیل نہیں۔ بجلی نہیں ملک کا گزارہ زراعت پر ہے اس لئے اس وقت سب سے بڑی یہاں کی پرابلم زرعی زمین ہے چند ہزار یورپین لاکھوں ایکڑ زمین کے مالک ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ زمین انھوں نے باقاعدہ قانونی طور پر حاصل کی ہے دوسری طرف افریقن کہتے ہیں کہ زمین پر انگریزوں کا قبضہ ناجائز ہے اور کھلم کھلا بانگ دہل یہ کہہ رہے ہیں کہ تمام زرعی زمین انگریزوں سے لے کر افریقین لوگوں کو دے دینی چاہیئے چنانچہ چند روز ہوئے ایک افریقن لیڈر MR نے نیروبی کی ریلی میں جس میں مسٹر کنیاٹا اور دوسرے بڑے بڑے لیڈر موجود تھے اس آواز کو پورے زور سے اٹھایا اور جب بعض حلقوں کی طرف سے اس پر تعجب کا اظہار کیا گیا تو مسٹر نے کہا کہ ان کا بیان بالکل درست ہے وہ اس بیان کو اتنا صحیح سمجھتے ہیں کہ اسے دوبارہ دہرانے پر تیار ہیں اس کے علاوہ دو اہم مسئلے اور بھی ہیں ایک ساحل ممباسہ کے علاقہ کا سوال یہ علاقہ سلطان آف زنجبار کے زیر نگیں سمجھا جاتا ہے اور سلطنت برطانیہ اس علاقہ کا سالانہ ٹیکس ادا کر رہی ہے اسلئے قانونی طور پر یہ علاقہ زنجبار کے ماتحت رہنا چاہیئے دوسرے شمالی سرحدی صوبہ کا سوال وہاں کے لوگوں کا مطالبہ ہے کہ انھیں کینیا سے علیحدہ کر کے سومالی لینڈ کے ساتھ شامل کیا جائے جن کے ساتھ ان کے ثقافتی تعلقات ہیں اور کینیا کی نسبت کہیں زیادہ مضبوط تعلقات اور رشتے استوار ہیں ان مشکلات کا کیا حل ہوگا یہ تو مستقبل ہی بتا سکے گا لیکن یہاں کے لوگوں کو اندیشہ ہے کہ یہ معاملات کہیں کسی عظیم فتنہ اور خطرناک کشت و خون کا باعث نہ بن جائیں بہر زمین مشرقی افریقہ کی بدلتی ہوئی فضا کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ یہاں کی رائے عامہ اعتدال پر رہے خصوصاً افریقن لیڈر شپ کے خیالات و احساسات کو حد اعتدال میں رکھنے کی بہت ضرورت ہے انگریزوں نے اپنے زمانہ قیام میں افریقہ کے ابنائے دشت کو کسی حد تک "تعلیم یافتہ مہذب" بنانے کی کوشش کی اس جگہ اس امر کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ حصول آزادی کے قرب کے ساتھ ہر دل فکرمند و مضطرب اور ہر روح بیقرار ہے عرب و ایشیائی لوگ خصوصاً بے قرار ہیں کہ نہ معلوم مستقبل اپنے اندر کیا خطرات پوشیدہ کئے ہوئے ہے مسٹر کنیاٹا سے ملاقات کی غرض دوسرے لوگوں کی تو دنیاوی تعلقات تک محدود ہے لیکن ہماری غرض ایک عظیم الشان مقصد کو لئے ہوئے تھی یعنی افریقہ کے اس مرد آہنی تک اسلام کے ان عالمگیر اور بے نظیر اصولوں کو پیش کیا جائے جو امن عالم اور بہبود دنی مخلوق کے لئے ضروری و لابدی ہیں اور جن کو اختیار کر کے ہی عالمگیر امن کی ضمانت دی جا سکتی ہے چنانچہ گذشتہ سال کی ۱۵ اگست کو سہ پہر کو مسٹر کنیاٹا سے ملاقات کے وقت انھیں دیباچہ ترجمہ قرآن انگریزی اسلامی اصول کی فلاسفی اور احمدیت یا حقیقی اسلام کا تحفہ پیش کیا گیا یہ تحفہ امیر وفد شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے پیش کیا جسے مسٹر کنیاٹا نے خوشی و مسرت کے ساتھ قبول کیا اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے نیروبی کے مشہور اخبار نے احمدیہ وفد کا فوٹو دیتے ہوئے لکھا:-

"جو کنیاٹا کے بہت سے خیر خواہوں نے انھیں ان کی جسمانی اور مادی ضروریات کے لئے بے شمار تحفے پیش کئے لیکن مشرقی افریقہ کے چیف مسلم مشنری شیخ مبارک احمد صاحب نے انھیں جو تحفہ دیا وہ ان کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے تھا"

"چیف مشنری نے انھیں تین کتب انگریزی زبان میں پیش کیں:-

۱۔ اسلامی اصول کی فلاسفی

۲۔ احمدیت یا حقیقی اسلام اور

۳۔ دیباچہ تفسیر القرآن۔

چیف مشنری نے جومو کنیاٹا کو بتایا میں چاہتا ہوں کہ آزاد کینیا میں روحانی قدروں کو بھی خاص مقام حاصل ہو"

گزشتہ سال ۱۳ ستمبر ۶۲ء کو برادرم شیخ امری عبیدی میئر آف دارالسلام اپنے انگلستان و امریکہ کے دورہ سے واپس آئے اور محترم شیخ مبارک احمد صاحب دوبارہ برادرم امری صاحب کی معیت میں مسٹر کنیاٹا سے ملے یہ ملاقات قریباً دو گھنٹہ تک جاری رہی اس موقعہ پر بھی جومو کنیاٹا کو لائف آف محمد مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تحفہ پیش کیا گیا اس تحفہ کو دیکھتے ہی مسٹر کنیاٹا عجیب مسرت آمیز لہجہ میں کہنے لگے "میں تو مدت سے اس کتاب کی تلاش میں تھا اور اس کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا" پھر باتوں باتوں میں سواحیلی ترجمۃ القرآن کا ذکر کر کے کہنے لگے:-

"NIMESOMA SANA — SANA"

"میں نے اس ترجمہ کو خوب ہی پڑھا ہے"

پھر اسلام اور عیسائیت کا علمی موازنہ کرتے ہوئے مسٹر کنیاٹا نے کہا:-

"یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن کریم اور اسلام توحید کے رہنما ہیں جہاں عیسائیت شرک، اور بت پرستی کی تلقین کرتی ہے"

شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ نے مسٹر کنیاٹا کو تفصیل سے اسلامی اصول عالمگیر امن و شانتی کے سمجھائے اور انھیں تلقین کی کہ وہ آزاد افریقہ کو پر امن اور اسلامی گہوارہ بنانے کی کوشش کریں

(باقی صفحہ ۸ پر)

معلومات

مشرقی افریقہ کا ایک سرسبز و شاداب علاقہ یوگنڈا

یوگنڈا ۔ (جہاں پر جماعت احمدیہ کا ایک مضبوط تبلیغی مشن موجود ہے) ماہ اکتوبر ۶۲ء میں آزاد ہو رہا ہے یہ ایک سدا بہار ملک ہے۔ آپ چاہے مغربی کینیا کی جھاڑیوں سے بھرپور سطح مرتفع پر پرواز کرکے یوگنڈا کی حدود میں داخل ہوں یا روانڈا اورونڈی کی بھورے رنگ کی پہاڑیوں یا سوڈان کے لق و دق صحراؤں سے گزر کر یہاں آئیں یوگنڈا کو پہنچانے میں آپ کو کوئی دقت پیش نہیں آئے گی اور اس کے شاداب سبزہ زار آپ کی نظروں کو یکبارگی اپنی طرف متوجہ کرلیں گے ایک فضائی مسافر کے لئے یوگنڈا ہریالی سے عبارت ہے جو دور دور تک پھیلے ہوئے جنگلوں۔ کیلے کے نرم و نازک درختوں اور دریاؤں کے کنارے اگے ہوئے سبزے کے امتزاج سے پیدا ہوتی ہے

اگرچہ برطانوی سیاح سپیک کو یوگنڈا کے اوپر پرواز کرنے کا کبھی خیال نہ آیا ہوگا لیکن آج سے ایک سو برس قبل جب سپیک دریائے نیل کے منبع کی تلاش میں یوگنڈا پہنچا تھا تو اس ملک کے بارے میں اس کا قیاس بالکل درست تھا اس نے اپنے اخبار میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں۔ ان کی سمن پوش چوٹیوں اور ترائی کے جنگلوں اور باغوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے

کم و بیش سارے یوگنڈا کی یہی کیفیت ہے صرف شمال اور انتہائی مغرب میں سوانا گھاس کے میدان ہیں یہاں جب گھاس چھوٹی ہوتی ہے تو ہوائی جہاز سے ہاتھیوں اور جنگلی بھینسوں کے غول ایک سبز فرش پر سرسوں کے دانوں کی طرح سارے علاقے میں نظر آتے ہیں

یوگنڈا کا وہ علاقہ جو کینیا، سوڈان اور کانگو کی سرحدوں سے ملتا ہے پہاڑی ہے اور ان پہاڑوں سے گھرا ہوا یوگنڈا کا ۹۴ ہزار مربع میل کا علاقہ طشتری کے ایک ایسے ٹکڑے کی طرح نظر آتا ہے جو ٹوٹ کر الگ ہو گیا ہو۔

وہ چٹانیں جنہیں سپیک نے دریائے نیل کا منبع قرار دیا تھا اب بجلی پیدا کرنے والے ایک عظیم الشان ڈیم کی تعمیر کی وجہ سے زیر آب آچکی ہیں اس منصوبے کی وجہ سے نہ صرف یوگنڈا بجلی کی ضروریات کے سلسلے میں خود کفیل ہو گیا ہے بلکہ یہ کینیا کو بھی بجلی مہیا کرتا ہے یوگنڈا میں پن بجلی پیدا کرنے کے اتنے وسائل موجود ہیں کہ یہ بڑی آسانی سے دبر یہ طرز کا ایک انتہائی منظم صنعتی ملک بن سکتا ہے لیکن ابھی یوگنڈا صنعتی ترقی کے ابتدائی دور سے گزر رہا ہے جنجا میں نیل ڈیم کے قریب تانبے کی خام دھات کو پگھلانے کا کارخانہ موجود ہے اس کے لئے دھات مغربی یوگنڈا سے لائی جاتی ہے اس کے علاوہ یہاں سوتی کپڑے کی ایک مل بھی موجود ہے جو بہت جلد سالانہ دو کروڑ ساٹھ لاکھ گز کپڑا تیار کرنے لگے گی

اگر سپیک کو آج سے سو برس قبل یوگنڈا پر پرواز کا موقعہ ملتا تو اس وقت بھی اسے ہمارے ملک میں سڑکوں کا جال بچھا ہوا نظر آتا جو مقامی لوگوں نے رضاکارانہ طور پر تیار کی تھیں اب سڑکوں کو اتنی ترقی دے دی گئی ہے کہ یہ سارے بر اعظم افریقہ میں مواصلات کا سب سے عمدہ نظام تصور کی جاتی ہیں ان سڑکوں پر سائیکلیں۔ کاریں اور لاریاں چلتی ہیں جبکہ کپاس اور کافی اس ملک کی سب سے اہم پیداوار کو ہندوستان جرمنی اور امریکہ پہنچانے کے لئے ملک کی بندرگاہوں تک لے جاتی ہیں اس برآمد سے یوگنڈا ہر سال چار کروڑ دس لاکھ پونڈ کماتا ہے اور یہ رقم بڑے بڑے زمینداروں کو نہیں بلکہ چھوٹے کاشتکاروں کو ملتی ہے

نفع بخش فصلیں:

یوگنڈا کے کاشتکار بگوپا کو پہچاننے میں کبھی کوئی شخص غلطی نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ دراز قد اور معمولی جسم جثہ کے مالک ہوتے ہیں وہ عربی طرز کا لمبا سفید چغہ پہنتے ہیں جس کے کناروں پر کشیدہ کاری ہوتی ہے۔ سر پر چھوٹے چھوٹے گھنگھریالے بال ہوتے ہیں اور وہ داڑھی مونچھ منڈواتے ہیں بگوپا بڑے باتونی ہوتے ہیں اور دن کا زیادہ وقت اپنے پڑوسیوں سے لڑنے یا بحث کرنے میں گزار دیتے ہیں کھیتی باڑی کا زیادہ تر کام ان کی بیویاں کرتی ہیں۔

بگوپا عورتیں بھرپور جسم کی مالک ہوتی ہیں اور وہ بھاری بھرکم سوتی لباس پہنتی ہیں جو لبوتی کہلاتا ہے ان کی بنیادی خوراک ماٹو کے ہوتی ہے جو کیلوں سے تیار کی جاتی ہے کیلے ہر گھر کے آس پاس بافراط اگتے ہیں اور بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں بگوپا مرد اور عورتیں عام طور پر گوشت استعمال نہیں کرتے اور ان میں بعض مچھلی کو حرام سمجھتے ہیں

یوگنڈا میں چونکہ بارش کثرت سے ہوتی ہے اس لئے نقد آور فصلیں آسانی سے پیدا کی جا سکتی ہیں اس کے بدلے میں بگوپا کاشتکار اپنے گھاس پھوس کے جھونپڑوں پر ٹین کی چھتیں ڈالنے کے قابل بنتے جا رہے ہیں اب ریڈیو بائیسکل یا کاریں بھی بعض خوش قسمتوں کو میسر آچکی ہیں ۵۲-۱۹۵۱ء کی خوشحالی کے دور میں یوگنڈا کے بگوپا موٹروں کی دکانوں میں اس شان سے داخل ہوتے تھے کہ ان کے بٹوے میں کرنسی نوٹ ٹھنسے ہوتے تھے جنہیں وہ کیلے کے پتوں میں لپیٹ کر لاتے تھے

بگوپا بڑے قدامت پسند ہوتے ہیں خاص طور پر سیاست کے معاملے میں ان کا یہ رحجان بہت نمایاں ہے یوگنڈا میں سیاسی پارٹیوں کی نشوونما کی رفتار بہت سست رہی ہے اور آج بھی جبکہ سیاسیات کا بڑا زور شور ہے مقامی مسائل ہی کو دوسرے تمام امور پر اولیت حاصل ہے بالخصوص یوگنڈا کی بادشاہتوں میں جو دریائے نیل کے جنوب میں واقع ہے عام دوٹر سارے ملک کے لئے آزادی حاصل کرنے کی بجائے اپنی زمینوں اور قبیلوں کو مرکزی حکومت کی مداخلت سے آزاد رکھنے کی جدوجہد میں زیادہ مصروف نظر آتے ہیں

یوگنڈا میں جو یوگنڈا کی چار بادشاہتوں میں سب سے بڑی ہے لوگوں کی قدامت پسندی ایک مشکل مسئلہ بن گئی ہے یہاں سیاسی پارٹیوں کو رسم و رواج کا دشمن تصور کیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ سیاسی پارٹیاں یوگنڈا کے حکمران ۔ کباکا ۔ کے ساتھ لوگوں کی وفاداریاں متزلزل کرنے کے لئے قائم کی گئیں ہیں یہ لوگ کباکا کی کتنی عزت کرتے ہیں اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اسے "سابا ساجا" کہتے ہیں جس کا مطلب ہے تمام انسانوں کا مالک ۔

تاہم اب یوگنڈا میں سیاسی شعور بڑھتا جا رہا ہے اور بڑی بڑی پارٹیاں ملک گیر مہمیں منظم کرنے لگی ہیں اگر یہ پارٹیاں یوگنڈا کے مختلف قبائل کو ایک قومیت کے رشتے میں پرو سکیں تو یہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا اور اس ملک کے مستقبل کا دارومدار بھی اسی پر ہے یوگنڈا کو داخلی حکومت خود اختیاری حاصل ہے اور اسے اس سال اکتوبر میں آزادی ملنے والی ہے اس کے بعد مستقبل ان کے اپنے ہاتھ میں ہوگا ۔

درخواست دعا

مکرم محمد اعظم صاحب اکبر متعلم جامعہ احمدیہ جنہوں نے اپنی رخصتوں کا ایک حصہ سلسلہ کے کام کیلئے وقف کیا ہے وہ بوقف عارضی ضلع سرگودھا کی جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں آجکل کچھ بیمار ہیں احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں تاکہ ان کے کام میں نقص واقع نہ ہو احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے اور ان کے دورہ میں انہیں کامیابی عطا کرے۔ (وکیل المال اول تحریک جدید)

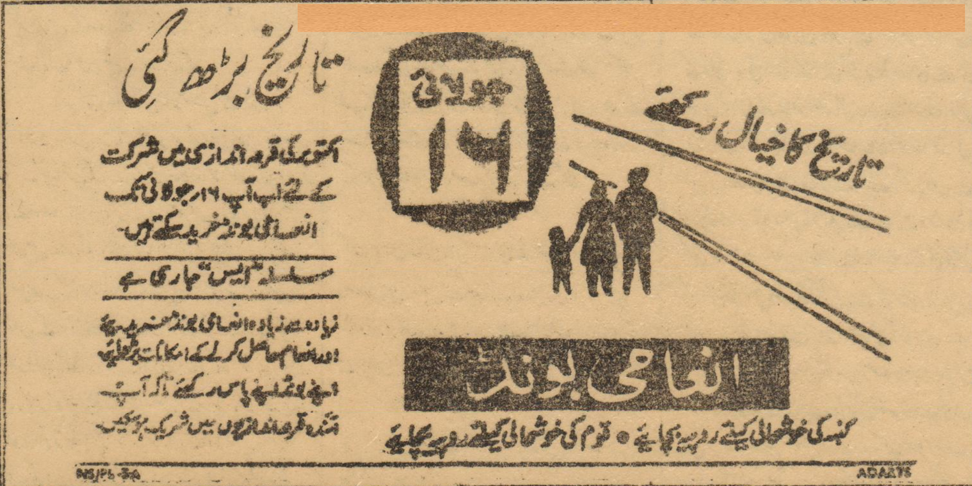

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق (رجسٹرڈ) ربوہ سے طلب کریں قیمت مکمل کورس انیس ۱۹ روپے

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں
(اسسٹنٹ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۶۶۹۳ ۔ میں غلام دین عرف زمیندار ولد شہزادہ قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن چک 93/T.D.A ڈاک خانہ کروڑ ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ ۱۲/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرا گزارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔ اراضی نہری رقبہ ۱۵ ۔ ایکڑ جس کی قیمت ۱۵۰۰۰/- روپے اور دو کنال احاطہ رہائشی مکان قیمت ۱۰۰۰/- روپیہ کل میزان ۱۶۰۰۰/- روپے ہے جو میری ملکیت ہے میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ فقط الراقم الحروف محمد یٰسین ولد میاں شادی ۶ ۱۲/۶۱ ۔

العبد غلام دین عرف زمیندار ولد شہزادہ چک 93/T.D.A کروڑ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ نشان انگوٹھا ۔

گواہ شد پریذیڈنٹ چوہدری محمد یوسف ولد محمد سلیمان بقلم خود چک 93/T.D.A ڈاک خانہ کروڑ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ ۔

گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ صاحب مرحوم انسپکٹر وصایا دفتر وصیت ربوہ ۶ ۱۲/۶۱ ۔

نمبر ۱۶۶۹۴ ۔ میں محمد یٰسین ولد میاں شادی قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک 93/T.D.A ڈاک خانہ کروڑ ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ ۱۲/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میرا گزارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اراضی نہری چودہ ایکڑ دو کنال واقع چک 93/T.D.A تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ میں ہے جس کی قیمت اس وقت بازاری ریٹ کے مطابق فی ایکڑ ۱۰۰۰/- روپے ہے ۔ کل قیمت ۱۴۲۵۰/- روپے ہے جو میری ملکیت ہے نیز رہائشی مکان غلافی احاطہ دو کنال ہے جس کی قیمت ایک ہزار ہے ۔ کل میزان ۱۵۲۵۰/- ہے جو میری ملکیت ہے میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے 1/10 حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی اس کے علاوہ ۱۵ ۔ ایکڑ بصورت نمبرداری ملا ہے جو میری ملکیت نہیں ہے جسکی سالانہ آمد جو بھی ہو اس کا میں تازیست اپنی سالانہ آمد جو بھی ہو کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہوں گا فقط الراقم الحروف محمد یٰسین ولد شادی چک 93/T.D.A تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ ۶ ۱۲/۶۱ ۔

العبد محمد یٰسین بقلم خود ۔

گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید مشتاق شاہ مرحوم انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت ربوہ ۔

گواہ شد پریذیڈنٹ چوہدری محمد یوسف ولد محمد سلیمان ۔

نمبر ۱۶۶۹۵ ۔ میں محمد سلیمان ولد میاں شادی قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک 93/T.D.A ڈاک خانہ کروڑ ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ ۱۲/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میرا گزارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ۔ اراضی نہری رقبہ ۱۵ ۔ ایکڑ واقع چک 93/T.D.A تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ ہے ۔ ایک احاطہ دو کنال رہائشی مکان غلافی قیمت ۱۰۰۰/- روپے اور زمین کی قیمت ۱۵۰۰۰/- روپے کل میزان ۱۶۰۰۰/- روپے جو میری ملکیت ہے میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ فقط الراقم الحروف محمد یٰسین ولد میاں شادی ۶ ۱۲/۶۱ ۔

العبد محمد سلیمان ولد میاں شادی چک 93/T.D.A کروڑ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ ۔

گواہ شد پریذیڈنٹ چوہدری محمد یوسف چک 93/T.D.A ڈاک خانہ کروڑ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ ۔

گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ مرحوم انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت ۔

نمبر ۱۶۶۹۶ ۔ میں خیر الدین ولد محمد لوٹا قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک 93/T.D.A ڈاکخانہ کروڑ ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ ۱۲/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میرا گزارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔ اراضی نہری رقبہ چودہ ایکڑ دو کنال ہے جس کی قیمت ۱۴۲۵۰/- روپے ہے ایک احاطہ رقبہ دو کنال رہائشی مکان غلافی جس کی قیمت ۱۰۰۰/- روپے ہے ۔ کل میزان ۱۵۲۵۰/- روپے ہے جو میری ملکیت ہے میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا ۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ فقط الراقم الحروف محمد یٰسین ولد میاں شادی ۶ ۱۲/۶۱ ۔

العبد خیر الدین ولد محمد لوٹا چک 93/T.D.A کروڑ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ ۔

گواہ شد پریذیڈنٹ چوہدری محمد یوسف چک 93/T.D.A ڈاک خانہ کروڑ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ ۔

گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ صاحب مرحوم کارکن دفتر وصیت ربوہ ۔

نمبر ۱۶۶۹۷ ۔ میں محمد نعیم ولد چوہدری محمد شریف قوم جاٹ باجوہ پیشہ طالب علم عمر ۱۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن منٹگمری کنال کالونی ڈاک خانہ منٹگمری ضلع منٹگمری صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ ۱۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔

۱ ۔ ایک مربعہ اراضی یعنی پچیس ایکڑ نہری واقعہ کوٹ محمد الدین چک 66/G.D تحصیل و ضلع منٹگمری میں ہے ۔ جس کی قیمت اس وقت ۳۷۰۰۰/- روپے ہے میری ملکیت ہے جس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی ۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی 1/10 کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔

العبد محمد نعیم ۱۵ ۱۱/۶۱ ۔

گواہ شد مرزا احمد بیگ ریٹائرڈ انکم ٹیکس آفیسر مکان 219/B-II چوک بیری والا منٹگمری

گواہ شد محمد شریف والد موصی امیر جماعت احمدیہ کینال منٹگمری ۔

اطلاع

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ عمارتی لکڑی ہر قسم بیلی کیل ۔ وبار ۔ پرتل کا نیا سٹاک آ گیا ہے مال انشاء اللہ سرگودہا اور لائلپور کے نرخوں کے مطابق دیا جائے گا ۔ خواہشمند احباب اپنے ربوہ کے دکاندار کو خدمت کا ہی موقع عطا فرما دیں ۔

(چوہدری محمد لطیف محلہ دار الرحمت نزد آرا مشین (گراسی پلاٹ)

تنازعہ کشمیر کا پُرامن تصفیہ ضروری ہے

قومی اسمبلی سے فلپائن کے صدر میکاپیگل کا خطاب

راولپنڈی ۱۶ رجولائی۔ فلپائن کے صدر ڈاکٹر میکاپیگل نے کل قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے تنازعہ تنازعہ کشمیر کا بالواسطہ ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس تنازعہ کا پُرامن حل ضروری ہے۔ آپ نے کہا تمام امن پسند قوموں کو خواہ وہ بڑی ہیں یا چھوٹی اپنے تنازعات کے حل کے لئے اقوام متحدہ سے پوری طرح استفادہ کرنا چاہیئے۔

صدر میکاپیگل کل صبح قومی اسمبلی کے ایک خاص اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ پاکستان اور فلپائن دونوں اس اصول کی حمایت کرتے ہیں کہ تنازعات کے حل کے لئے اقوام متحدہ سے پوری طرح فائدہ اٹھایا جائے یہ نہ صرف دونوں ملکوں کے قومی مفاد کی بنیاد ہے بلکہ اس سے دنیا بھر کے ملکوں میں انصاف اور امن کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ صدر میکاپیگل نے کہا کہ اس کے پیش نظر ادارہ اقوام متحدہ کے فیصلوں اور سفارشات کا پوری طرح احترام کرنا چاہیئے۔

حفاظتی کونسل کی کمزوری کا ذکر کرتے ہوئے صدر میکاپیگل نے کہا کہ ۱۹۵۰ء میں ایک قرارداد منظور کی گئی تھی جس کے ذریعے اس "کمزوری" کو دور کرنے کے لئے جنرل اسمبلی کو بین الاقوامی امن اور سلامتی برقرار رکھنے کے لئے مناسب اقدامات کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ڈاکٹر میکاپیگل نے کمیونسٹ نظریہ کے خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ایشیائی ملکوں کے اتحاد پر زور دیا۔ آپ نے کہا پاکستان اور فلپائن کی دوستی ایشیا کو بہتر بنانے میں بہت موثر ثابت ہوسکتی ہے۔ صدر فلپائن نے کہا ایشیائی ملکوں کے مسائل ایک سے ہیں اگر انہیں اپنے مفادات کا تحفظ کرنا اور دنیا میں اپنا مقام پیدا کرنا ہے تو انہیں متحد ہو جانا چاہیئے۔

صدر میکاپیگل نے کہا پاکستان اور فلپائن ایشیا کے حالات بہتر بنانے میں مفید تعاون کرسکتے ہیں جس سے ایک ایسی دنیا کا خواب شرمندۂ تعبیر کرنے میں مدد دے گی جہاں محبت، دوستی، آزادی اور امن کا دور دورہ ہو۔ جنوب مشرقی ایشیا کے دفاعی معاہدہ (سیٹو) کا ذکر کرتے ہوئے صدر میکاپیگل نے کہا اس معاہدہ نے جنوب مشرقی ایشیا کے علاقہ میں امن اور سلامتی کے قیام میں مدد دی ہے اور اس کے ذریعے ہر ممکن جارحیت کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ نے کہا ماضی میں سیٹو بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

سرگودھا کے بہاء اللہ ثنائی اور ذکاء اللہ ثنائی کو ہلاک کر دیا گیا

مبینہ قاتل پشاور کا ایک سب انسپکٹر پولیس بیان کیا جاتا ہے

سرگودھا ۱۶ رجولائی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم کے پوتے بہاء اللہ ثنائی اور ان کے بڑے بھائی ذکاء اللہ ثنائی کو کل بھرے بازار میں ریوالور سے ہلاک کر دیا گیا۔ مبینہ قاتل پشاور کا ایک سب انسپکٹر پولیس بیان کیا جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مبینہ قاتل احسان اللہ پرویز جس کی عمر ۳۵ سال ہے غروب آفتاب کے وقت ثنائی برقی پریس کے مالک ذکاء اللہ ثنائی کے پاس پریس میں آیا اور ان سے بات چیت میں مصروف ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ملزم نے باتوں باتوں میں ریوالور نکال لیا اور ذکاء اللہ پر اندھا دھند گولیاں چلانا شروع کر دیں جو ان کی پیشانی اور سینے میں پیوست ہوگئیں یہ واقعہ غروب آفتاب کے تھوڑی دیر بعد پیش آیا۔ ان کے چھوٹے بھائی بہاء اللہ ثنائی جو شہر کی ایک یونین کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں اسی اثنا میں وہاں آگئے۔ گولی کی آواز سن کر وہ دوڑے۔ مبینہ قاتل نے ان کی طرف ریوالور کا رخ کر دیا اور یکے بعد دیگرے چار گولیاں ان کے سینے میں پیوست کر دیں۔ دونوں بھائی چند لمحے میں تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے ہوگئے

● راولپنڈی ۱۶ رجولائی۔ ایک سرکاری اعلان میں ان خبروں کی تردید کی گئی ہے کہ صدر ایوب نے کراچی سے راولپنڈی آتے ہوئے ریلوے سٹیشنوں پر اپنی تقریروں میں "غیرایوان" کہا۔ سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے" اخبارات نے صدر کو غلط رپورٹ کیا ہے ریڈیو پاکستان نے صدر کی تمام تقاریر ریکارڈ کی تھیں اور ان میں سیاستدانوں کے بارے میں کہیں بھی شیلانش کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔

مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام

بقیہ صفحہ ۵

اور حصول آزادی کا مقصد خدمت خلق اور بہبودیٔ عالم کو قرار دیا۔ مسٹر کنیاٹا نے یقین دلایا کہ وہ اس بیش قیمت مشورہ کو دل سے قبول کرتے ہیں اور وہ اس پر عمل کرنے کی مقدور بھر کوشش کریں گے۔ خدا کرے کہ اس افریقن راہنما کے ان الفاظ کے ساتھ دل کی عزیمت شامل ہو اور افریقہ کا یہ دیو قوی ہیکل و عظیم دیو جو بیدار ہو رہا ہے۔ اسکی آنکھیں امن اور سلامتی کی امنگوں کے ساتھ کھلیں۔ حقیقی معنی میں "اسلام" یعنی سلامتی و امن میں کھلیں۔ اور وہ پیشگوئی پوری ہو۔ کہ آخری زمانہ میں حبشی اقوام اسلام کی طرف رجوع کریں گی۔

درخواست دعا

میرے چچا محمد خان صاحب ساکن ککیانہ ضلع گجرات عرصہ سے بیمار ہیں اور بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ احباب کرام و درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل صحت عطا کرے۔ آمین۔

(خاکسارہ امۃ الحمید زوجہ کیپٹن محمد سعید ربوہ)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں!

اعلان نکاح

چوہدری محمد رمضان صاحب ابن مکرم چوہدری غلام محمد صاحب مرحوم کا نکاح عالم بی بی صاحبہ بنت مکرم چوہدری دین محمد صاحب آف ننگار ماچھیاں حال پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چوڑمنڈہ متصل گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے ساتھ بعوض حق مہر آٹھ سو روپے مورخہ ۱۱ رجولائی ۱۹۶۲ء بروز چہارشنبہ مکرم مولوی قمر الدین صاحب نے ربوہ میں پڑھا۔

چوہدری محمد رمضان صاحب غلام ربانی صاحب درویش قادیان اور چوہدری محمد انور صاحب ڈسپنسر ربوہ کے بھائی ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے دینی و دنیوی لحاظ سے ہر طرح خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

لیڈر

بقیہ صفحہ ۲

کے متعلق بھی یہ فرمائے کہ لست علیہم بمصیطر یعنی تو کسی پر دارو غہ نہیں ہے مگر یہ لوگ من گھڑت نظریہ پیش کرتے ہیں کہ اسلامی پارٹی واعظین اور مبشرین کی جماعت نہیں ہوتی بلکہ خدائی فوجداروں کی جماعت ہوتی ہے جس کا کام یہ ہے کہ دوسروں پر اسلام کو زبردستی ٹھونسے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ لوگ ہیں جو اسلام کے مغز سے بالکل تہی کلہ ہیں اور اسلام کے حصول اقتدار کے لئے رائے عامہ کو بوجتے ہیں اور ان لوگوں کو جن کو اسلام کے الف بے سے بھی واقفیت نہیں ان کے جذبات کو انگیخت کرنے کے لئے اسلام کے نعرہ سے اپنے گرد جمع کرکے خواہشمند ہیں کہ اسلامی ملکوں کی عنان حکومت ان کے ہاتھ میں دے دی جائے۔ آج یہ لوگ ہر اسلامی ملک میں فتنہ کا باعث ہو رہے ہیں۔ اور ان ممالک میں کسی حکومت کو استقامت پذیر نہیں ہونے دیتے۔ یہ لوگ حکومت کے مقابلہ میں ہر جگہ ایک باغی طاقت بننے کی کوشش کرتے ہیں اور حکومت جو اصلاحی کام کرتی ہے اس میں رخنے نکال نکال کر عوام کالانعام کو حکومت کے خلاف ابھارتے ہیں۔ پبلک مقامات پر متوحش اور اشتعال انگیز تقریریں کرتے ہیں اور جہلائے قوم سے داد پاتے ہیں اور اس طرح بغلیں بجاتے پھرتے ہیں کہ گویا سمندر کیا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ان کی تعلّیوں سے طوفان نوح بن کر اٹھنے والا ہے۔ اس طرح یہ لوگ حکومتوں کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتے اور خود ساختہ اسلام کے نام پر نعرہ بازی کرتے ہیں جس سے کمزور دل حکام ڈر کر بوکھلا جاتے ہیں اور ہرن کی طرح چوکڑی بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے آخر میں فاضل جج لکھتے ہیں

"ہمیں یقین واثق ہے کہ اگر احرار کے مسئلہ کو سیاسی مصالح سے الگ ہو کر محض قانون کا مسئلہ قرار دیا جاتا تو صرف ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس ان کے تدارک کے لئے کافی تھا۔"

(اردو رپورٹ مذکورہ بالا صفحہ ۴۳۵)